

فن قراءت و تجوید۔ عصر حاضر میں اہمیت و ضرورت

حضرت مولانا قاری محمد یاسین

بانی جامعہ دارالقرآن، فیصل آباد

امام ابو عمرو بصریؒ:..... امام ابو عمرو بصریؒ کے ایک شاگرد عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال آپ کی رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں ہم ایک بے آباد اور خالی منزل سے گزرے جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: اشو اور میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ نے مجھے میل کے نشان پر لے جا کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا۔ یہ کہہ کر آپ جنگل میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر تو میں رکا رہا، لیکن پھر مجھے فکر ہوئی اور میں آپ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس بے آباد اور ویران جگہ میں ایک چشمہ پھوٹا ہوا ہے اور آپ وہاں نماز کے لیے وضو فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: اے عبدالوارث! میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا اور اس نظارہ کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ میں نے کہا: اے سید القراء! بہت اچھا۔ عبدالوارث کہتے ہیں: میں نے حسب وعدہ آپ کی اس کرامت کا تذکرہ آپ کی وفات تک کسی سے بھی نہیں کیا، لیکن اب اس کا اظہار کر رہا ہوں۔ (کشف النظر: 1/305)

سیدنا شعبہؒ:..... امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: آپ نہایت سچے، ثقہ، صاحب قرآن اور صاحب سنت تھے۔ خود فرماتے ہیں: میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔ 30 سال سے ہر روز ایک قرآن پاک ختم کرتا ہوں۔ آپ 70 سال عبادت میں مصروف رہے۔ ان میں سے 40 سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچایا گیا۔ 24 ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی ہمشیرہ رونے لگی۔ فرمایا: روتی کیوں ہو؟ مکان کے اس گوشے کی طرف دیکھو۔ میں نے اس میں 18 ہزار قرآن مجید ختم کیے ہیں اور اپنے صاحبزادے سے فرمایا: بیٹا! اس گوشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔ (کشف النظر: 1/341)

امام حمزہ کوئی:..... امام حمزہ کوئی ہر مہینہ میں 27، 28 یا 25 قرآن مجید ترتیل یعنی تجوید و تحقیق، طمینان و صفائی کے ساتھ ختم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام حمزہؓ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ”مرحبا“ فرمایا، ان کے لیے کرسی بچھوائی اور ان کی تعظیم کی۔ نیز انہیں حکم فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو اور ترتیل کے ذریعے اس کو خوب روشن اور ظاہر کر کے پڑھو اور چند موقعوں پر جس طرح آپ نے پڑھا تھا حق تعالیٰ نے اس کے خلاف دوسری طرح بتایا۔ آپ نے وانا اختر تک پڑھا۔ حق تعالیٰ نے وانا اختر تک پڑھنے کا فرمایا۔ آپ نے تنزیل العزیز لام کے رفع کے ساتھ پڑھا حق تعالیٰ نے لام کے فتح کے ساتھ پڑھنے کا فرمایا۔

امام ابو جعفر یزید مدنی:..... آپ نہایت عالی قدر اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ آپ کو بچپن میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے لیے رحمت و برکت کی دعا بھی فرمائی۔

حضرت شعبہ بن نصاحؒ جو امام ابو جعفرؒ کے ہم عصر، قاری اور داماد تھے۔ امام کی وفات ہو جانے کے بعد انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا: کیا میں تمہیں ایک عجیب و غریب چیز دکھاؤں؟ سب نے کہا: ضرور!! تو انہوں نے امام ابو جعفرؒ کے سینے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینے پر دودھ کی طرح ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے۔ اس پر سب حاضرین بول اٹھے کہ اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔

اسحاق مسیسیؒ نقل کرتے ہیں کہ جب وفات کے بعد امام کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینے اور دل کے درمیان قرآن مجید کے ورق کی مانند ایک چیز دیکھی۔ اس سے حاضرین نے جان لیا کہ یہ قرآن پاک کا نور ہے۔ کسی شخص نے امام کو وفات کے بعد دیکھا کہ آپ نہایت حسین و جمیل صورت میں تھے۔ امام نے فرمایا: میرے شاگردوں اور ان تمام لوگوں کو جو میری قراءت پڑھتے ہیں، خوشخبری سنا دو کہ حق تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے اور ان کے بارے میں میری دعا قبول فرمائی ہے۔ ان کو اس بات کا امر کر دو کہ جس طرح بھی ہو سکے رات کے درمیانی حصہ میں تہجد کی چند رکعتیں ضرور پڑھ لیا کریں۔ (کشف النظر: 1/363)

امام شاطبیؒ:..... امام شاطبیؒ اللہ کے ولی اور اپنے زمانے کے بڑے درجے کے امام تھے، نیز قراءت و تفسیر کے امام اور حدیث کے حافظ تھے۔ آپ کے حافظے سے لوگ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے نسخوں کی تصحیح کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نحو کے استاد اور تعبیر کے علم میں بھی ماہر تھے۔

آپ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے بغیر کسی مؤذن کے غیبی طور پر اذان کی آواز سن لیتے تھے۔ آپ نابینا تھے لیکن کمال درجہ کے ذہین اور فہیم ہونے کے سبب نابیناؤں کی سی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ سخت بیمار ہو جاتے تب بھی عیادت کرنے والوں کے جواب میں صرف ”العافیہ“ فرماتے تھے۔

قرطبی سے منقول ہے کہ جب آپ قصیدہ شاطبیہ کی تصنیف سے فارغ ہو چکے تو اس کو لے کر بیت اللہ کے گرد 12 ہزار طواف کیے اور جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے:

”اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الْعَظِيمِ، انْفَعْ بِهَا كُلَّ مَنْ قَرَأَهَا.“ نیز ناظمؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو سامنے کھڑے ہو کر خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا اور کہا: یا سیدی، یا رسول اللہ! اس قصیدے پر نظر فرمائیے۔ پس آپ نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا: ”ہی مبارکۃ من حفظها دخل الجنة.“ (عنايات رحمانی: 84/1) کہ ”یہ بابرکت ہے، جو اسے حفظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ اور قرطبی نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ”جو اس حالت میں مرے کہ اس کے گھر میں یہ قصیدہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔“

امام جزریؒ:..... آپ علم قرأت میں سارے عالم میں یکتا تھے اور بہت سے ملکوں میں آپ نے اس علم کی اشاعت کی۔ آپ کے فنون میں فی ن سب سے عظیم الشان اور ممتاز و نمایاں تھا۔ حدیث کے علوم میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ ایک لاکھ حدیثیں سند سمیت یاد تھیں۔ آپ کو ترویج سنت اور غیر معمولی خدمت قرآن و حدیث کے باعث آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔ (کشف النظر: 406/1)

حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ:..... حضرت قاری صاحبؒ پانچ سال کی عمر میں ہی نابینا ہو گئے تھے، لیکن حق تعالیٰ نے باطنی بصیرت کا دافر حصہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ قرآن کریم سے عشق تھا اور خوب یاد تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے پورے قرآن پاک کے ”رؤس آیات“، یعنی آیات کے ختم والے کلمات اس طرح سنائے کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف ”رأس آیت“ پڑھتے تھے۔ آپ کو اس میں ذرا بھی رکاوٹ اور جھجک نہ ہوئی، بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ مسلسل قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔

آپ کے استاد سید القراء حضرت قاری محی الاسلامؒ نے ایک مرتبہ بانی تبلیغ جماعت حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے آپ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ”اس نے پورا قرآن حرفاً حرفاً مجھ سے پڑھا ہے اور اب مجھ سے بہت آگے بڑھ گیا ہے۔“ حضرت تھانویؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ آپ نے قرآن پاک پڑھا تو حضرت والا نے بہت تعریف فرمائی، نیز فرمایا کہ پہلے تو کانوں ہی سے کام لیتا رہا اور پھر آنکھوں سے بھی کام لیا اور دیکھا کہ چہرے پر کوئی تغیر نہیں تھا۔

حفظ و اتقان میں آپ بلاشبہ فائق القرآن تھے۔ آپ کے حافظے کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لامیہ، رائیہ، طیبہ وغیرہ کے علاوہ آپ کو قرأت عشرہ مع طرق کے ایسی یاد تھیں کہ تحقیقاً، ترتیباً، تدریجاً اور حدراً..... ہر طرح، ہر جگہ سے، ہر حالت، ہر وقت اور ہر مجلس میں پڑھ سکتے تھے اور متشابہ لگنا تو کجا اختلاف قرأت میں بھی ذرا تاثر کی گنجائش نہ تھی۔

حالانکہ بڑھاپا تھا جس میں عموماً لوگوں کا حافظہ کمزور ہو جایا کرتا ہے۔ (تذکرۃ الشیخین: 49)

حضرت کو دعا کا بہت ذوق تھا۔ ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت والا نے حرم شریف میں ہمارے سامنے صبح کی نماز کے بعد دعا شروع فرمائی، یہاں تک کہ ظہر ہو گئی۔ پھر ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر عصر تک دعا میں مشغول رہے۔ اسی طرح بعد عصر و مغرب حتیٰ کہ عشا تک دعا فرماتے رہے۔

حضرت قاری صاحبؒ 1390ھ میں مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے تھے اور آخر وقت تک وہیں مقیم رہے۔ ہر نماز حرم شریف میں ادا فرماتے اور عصر سے عشا تک کا وقت حرم شریف ہی میں گزارتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح جنت البقیع کی مٹی نصیب ہو جائے۔ بالآخر یہ تمنا پوری ہو گئی اور 18 شعبان 1407ھ کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

مجدد القراءات حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ..... حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقہ حضرت اقدس قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب ترین شاگرد اور علم تجوید و قرأت میں اپنے وقت کے امام تھے۔ حضرت پو قرآن کریم سے عشق کی حد تک شغف تھا۔ فرائض شرعیہ اور حوائج بشریہ کے علاوہ ان کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں وہ قرآن کریم کی تعلیم و تدریس یا اپنی تلاوت میں مشغول نہ ہوں۔ اوقات تدریس کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ سردی، گرمی، موسمی تغیرات، ضعفی و کمزوری غرض کوئی چیز بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہوتی تھی۔ مدرسے کے طے شدہ وقت سے پہلے وہ درس گاہ میں موجود ہوتے تھے۔ حج و عمرہ پر تشریف لے جاتے تو بھی واپسی پر سیدھے درس گاہ میں تشریف لے جاتے۔ (تذکرۃ الشیخین: 104)

سالہا سال تک یہ استقامت ہزاروں کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت کے بہت مبارک حالات و بمشرات ہیں حالات کی تفصیل کے لیے تذکرۃ الشیخین کا مطالعہ ضروری ہے۔

☆.....☆.....☆

اردو زبان کا تاریخی کردار

مدیر ”ادبی دنیا“ مولانا صلاح الدین احمد اردو زبان کے تاریخی کردار کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مسلمانان ہند کا باہمی اتحاد جس قدر مشترک پر قائم ہے، وہ ہماری قومی زبان اردو ہے، جو نہ صرف ہمارے ارتباط باہم کا سب سے مؤثر اور زندہ ذریعہ ہے بلکہ ہندوستان میں ہمارے ہزار سالہ تمدن کی امن اور ہماری مذہبی، ثقافتی اور علمی روایات کی سرمایہ دار ہے۔ اردو ہماری قومی زندگی اور ہماری ملی تہذیب کا نشان بن کر نمودار ہوئی اور ہم نے اسلام کے بعد اردو کو اپنی عزیز ترین تناسل کا مرکز بنایا۔ پاکستان کا ابوالو ان عظیم الشان ہم جن محکمہ ستونوں پر قائم کرنا چاہتے تھے، وہ تعداد میں چار تھے: اسلام، اتحاد، آزادی اور اردو۔ اور جب ہمارے قائد اعظم نے ہمیں اپنی منزل مقصود کی طرف پکارا تھا تو ابوالو ان مملکت کے انھی چار ستونوں کی نشان دہی فرمائی تھی۔“

صلاح الدین احمد، مولانا، مضمون ”اردو کے چند مسائل“، مشمولہ مقالات شام ہمدرد مرتبہ حکیم محمد سعید (لاہور: مکتبہ جدید ۱۹۶۹ء) ص ۲۰۱